U4064 . P-24-12

Title - NABEENA ULMA .

Creator - Habibur Rehman Sherwani

Publisher - Saddique Book Dipo (Luck

Date - N.A

Pages - 48.

Subjects - Tazkira ulma.

نابینا علما

از

مولانا حبیب الرحمن خان شروانی

ناشر: شبیر صدیق بکڈپو امین آباد، لکھنؤ

عبرت یا اُولی الابصار

رسالہ

نابینا علما

از

لانا مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شروانی رئیس بھیکم پور

جسے

صدیق بکڈپو امین آباد لکھنؤ

نے

ایم - پی - ہاؤس - لکھنؤ میں چھپوا کر شائع کیا

شرح دیوان غالب

از

منشی عبدالباری آسی سکریٹری انجمن خیابان ادب لکھنو

...سے بڑی۔ اس سے زیادہ مفصل اس سے زیادہ مفید شرح نظر سے نہ گذری
ہوگی یہ شرح آپکو دیگر تمام شرحوں سے مستغنی کر دیگی جہاں ضرورت سمجھی گئی ہے شارح نے
مولانا حسرت موہانی اور طباطبائی کے الفاظ بھی نقل کردیئے ہیں ہمیں غالب کے ہر معرکتہ الآرا
شعر کا دلنشین مطلب لکھا گیا ہے اور اکثر جگہ غالب ہی کے دوسرے اشعار کا حوالہ دیکر مطلب
کو مستند کردیا ہے مخصوص مطالب اور مخصوص صحیح و ہمین جو اشعار ہیں انکے مقابلے میں بالالتزام
دیگر اساتذہ ماضی و حال کے کلام کو رکھکر موازنہ کیا ہے جس سے شعرائے اردو کی صف میں غالب کا
درجہ معلوم ہوتا ہے شارح نے شرح کو شرح کی حد تک محدود نہیں رکھا ہے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ ایک بڑے مشاعرہ کا خاکہ کھینچا ہے یا یوں سمجھئے کہ ایک بڑے ادبی اکھاڑے کا منظر دکھلایا ہے
جسمیں غالب کے ارد گرد دوسرے شعراء بھی زور آزمائی کرتے ہیں لیکن پھر بھی غالب غالب ہی
ہے قصہ طلب اشعار کے متعلق تمام واقعات بھی جمع کردیئے ہیں۔ اس شرح کے دیکھنے سے
غالب کی زندگی کا پورا نقشہ سامنے آجاتا ہے ضرور دیکھئے۔

ملنے کا پتہ:۔ صدیق بک ڈپو امین آباد پارک لکھنو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ستایش کنم ایزد پاک را — کہ دانا و بینا کند خاک را

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین
والہ واصحابہ اجمعین۔ دنیا میں آنکھیں بہت بڑی نعمت ہیں
ان سے محروم ہوجانا قدرت کے ایک بیش بہا عطیہ سے محروم
ہوجانا ہے جنکی بینائی جاتی رہتی ہے وہ عام طور پر عضو معطل
خیال کرلیے جاتے ہیں اور انکی نسبت یہ مان لیا جاتا ہے
کہ وہ کسی کام کے نہیں رہے۔ وہ خود بھی اپنے
آپ کو ایسا ہی سمجھنے لگتے ہیں مگر ایسا خیال کرلینا اُن
بیش بہا قوتوں کی ناشکری ہے جو خداوند عالم نے علاوہ
آنکھوں کے انسان کو بخشی ہیں۔ آنکھ [illegible] بہت سے
مجبوروں میں سے ایک مجبور ہے ایک مجبور [illegible] جانے
سے سردار کیوں بیکار تسلیم کرلیا جائے [illegible] بہت سے
اعضا میں سے ایک عضو ہے وہ جاتی رہے تو یہ کیوں

تصور کیا جاسے کہ سب اعضا نکمے ہو گئے یہ سمجھنا بیشک ٹھیک ہے کہ ایک نہایت نفیس و عزیز عضو جاتا رہا۔ مگر انکے جانے کے بعد اور سارے قواے عقلی کو بیکار کر دینا نکموں کا کام ہے۔ نابیناؤں کو دیکھکر ہر ایک کو رحم آتا ہے۔ مگر یہ عبرت کم ہوتی ہے کہ ہم اپنی آنکھوں کی قدر کریں اور انسے اعلی خدمت لیں یورپ میں اس زمانہ میں ترقی کے میدان میں اندھوں کی تعلیم بھی تیز قدمی دکھا رہی ہے انگلستان میں ایک عظیم الشان مدرسہ بمقام سٹسن کالج نابیناؤں کی تعلیم کے واسطے قائم ہے وہاں کے بابصیرت نابینا پڑھنے والوں اور انکی تعلیم کے حالات پڑھکر حیرت اور حیرت کے ساتھ عبرت ہوتی ہے۔ قدرت کی فیاضی کا سبق حاصل ہوتا ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ خداوند تعالے کسی سے کوئی نعمت سلب فرمالیتا ہے تو اسکی تلافی دوسری طرح فرما دیجاتی ہے۔ اس مدرسہ کے اندر جس وقت انسان داخل ہوتا ہے در و دیوار سے بزبان حال یہ صدا آتی ہے ؎ ہے عجب سیر اگر دیدہ بینا دے

دیکھنا ہو جسے عبرت کا تماشہ دیکھے ہ کسی طرف لڑکے کرکٹ کھیلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کسی طرف لڑکیاں ترتیب وصفائی سے نصف دائرہ کی شکل میں بیٹھی ہوئی ہیں اُنکے مقابل اُستانی بیٹھی کوئی دلچسپ قصّہ سُنا رہی ہے لڑکیوں کے دل بشاش ہیں اور چہرہ شگفتہ فرط مسرت سے قہقہے لگاتی ہیں موقع موقع سے بحث کرتی جاتی ہیں اس مدرسہ کے طلبا کتابیں پڑھتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ علاوہ پڑھنے لکھنے کے لڑکیاں سلائی اون کی بناوٹ ڈورے بنانا اور کرسی وغیرہ بننے کا کام سیکھتی ہیں۔ مرد بید کی ٹوکریاں بکس وغیرہ بنانا سیکھتے ہیں۔ اور اسطرح اپنی معاش اپنی قوتِ بازو سے پیدا کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ مدرسہ میں جابجا تختیاں آویزاں ہیں اور اونپر تباکید یہ ہدایت ہے کہ آنیوالے اندھے کا لفظ یا وہاں کے طلبا کی بیکسی کی نسبت کوئی کلمہ منھ سے نہ نکالیں تاکہ اُنکے دل پژمردہ نہوں۔ آپکو حیرت ہوگی کہ اندھے کتاب کس طرح پڑھتے ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ ایک قسم کا ٹائپ ایجاد کیا گیا ہے

جنکے حروف کاغذ پر اُبھر آتے ہیں اور اُنگلیوں سے محسوس ہونے لگتے ہیں۔ حروف تہجی کو زیادہ سادہ کرنے کے لیے حرفوں کی معمولی شکل چھوڑکر ایسے حروف ایجاد کیے گئے ہیں جو نقطوں کی مختلف ہیئتوں سے بنتے ہیں یہ بات کسقدر حیرت انگیز ہے کہ اس طریقہ کو فرانس کے ایک اندھے نے ایجاد کیا ہے۔ مدرسۂ مذکور میں انجیل وغیرہ بہت سی کتابیں اندھوں نے چھاپی ہیں۔ اور سُنتے ہیں اندھے ایک ماہوار رسالہ نکالتے ہیں۔ اسکے ایڈیٹر۔ نامہ نگار۔ چھاپنے والے غرض سارے کارگزار اور خریدار نابینا ہیں۔ اس رسالہ میں ایک مضمون کوہستانی منظر پر چھپا تھا پیرایہ بیان ایسا پاکیزہ ہے کہ تصویر بن گیا ہے۔ بطور نمونہ تھوڑا سا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ "ممالک یورپ میں بہت سے خوشنما کوہستانی سلسلے ہیں۔ مگر شاید سب سے بہتر ایلپس اور پائرنیس ہیں۔ آخرالذکر فرانس اور اسپین کے مابین واقع ہے اُسکا منظر نہایت دلفریب ہے سر بفلک چوٹیاں برفشے کے اُن ٹکڑوں سے جنبوں سے ڈھکی

ہوئی ہیں۔ جنکے کنارونپر چیڑ۔ شاہ بلوط۔ اخروٹ وغیرہ
کے وسیع جنگلوں کی سبز گوٹ لگی ہوئی ہے۔ یہ کوہسار
اگرچہ نہایت جانفزا ہے لیکن الپیس کی عظمت و جبروت
کے آگے کچھ ہستی نہیں رکھتا۔ سیّاحوں نے علم ادب
کے ذریعہ سے اُن حیرت خیز مناظر کا حال ہم تک
پہونچایا ہے جو دوران سیاحت میں اُنھوں نے ان
پہاڑوں کی بلندیونپر دیکھے۔ صبح کے وقت اس
کوہسار کا عجب عالم ہوتا ہے۔ وہ نظارہ کیسا باعظمت
ہوتا ہے جبکہ چوٹی کے بعد چوٹی نکلتے ہوئے سورج کی
کرنوں سے چمک اُٹھتی ہے اور نیچے کے درّے سایہ
کی چادریں لپٹے ہوئے ہوتے ہیں رفتہ رفتہ یہ آب
وتاب ترقی کرتی جاتی ہے۔ اور برفانی حصوں کے سرآبدار
ہیروں کے تاج سے مزیّن ہوجاتے ہیں جو عالم سکوت
ان بادشاہوں کے سروں کے شایاں ہے" اب سوال
یہ پیدا ہوتا ہے کہ اندھوں کے دماغوں میں پہاڑوں
کی صحیح ہئیت کا تصور کیونکر قائم ہوتا ہے اسکا جواب
یہ ہے کہ کارداں اُستاد گیلی مٹی کی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں

بناتے ہیں اور شاگرد اُنکو ٹٹولتے ہیں ۔ جب قوت لامسہ
کی مدد سے پہاڑیوں کی شکل دماغ میں منقش ہو جاتی
ہے تو وہ پہاڑیاں بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور
کثرت مشق کے بعد نقلی پہاڑیاں بنانے پر قادر ہوجاتے
ہیں ۔ لیکن جو صحیح تصور مختلف اشیا کا ان نابینا طلبا کے
ذہن میں ہوتا ہے اُسکا یہ ناقص ذریعہ ہے جو اوپر
بیان ہوا ۔ خود اس مدرسہ کے لائق و تجربہ کار اُستاد
اس سوال کے کما حقہ حل کرنے سے عاجز ہیں کہ جب
طالب علموں نے کسی مکان ۔ گھوڑے ۔ درخت یا خود
اپنے ابنائے جنس کو نہیں دیکھا تو پھر کس طرح اُن کے
ذہن میں اُن کتابوں کا صحیح مفہوم پورے طور پر آجاتا
ہے جنمیں انکا ذکر ہوتا ہے اور کیونکر وہ روزمرہ کے
مباحث پر ٹھیک واقفیت وصحت کے ساتھ گفتگو کرسکتے
ہیں ۔ ان اُستادوں کی رائے کا رجحان اس طرف ہے
کہ اگرچہ بہت سا علم نابینا لوگ قوت لامسہ کے ذریعہ
سے حاصل کر لیتے ہیں مگر اسقدر علم اُنکے تمام تخیلات
کی بنا نہیں ہو سکتا ۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاص اس

گروہ کو کوئی مادہ فہم ایسا عطا ہوا ہے جو بدون وسیلۂ حواس
ظاہرہ علم حاصل کرلیتا ہے ان نابینا طلبا کے ہاتھ کی بنائی
ہوئی ٹوکریوں بکس اور اون کے بنے ہوئے سامان کی
تصویریں دیکھئے تو انکی موزونی خوبصورتی اور باریکی
و تکمیل سے عقل حیران ہوتی ہے کہ بدون دیکھے ہوئے
وہ کیونکر بنائے گئے - اور کسطرح انکی پیچیدہ ہیئتوں
کی تکمیل کا حق ادا ہوا اندھوں کی تعلیم کوئی جدید ایجاد
نہیں ہے - تاریخ خبر دیتی ہے کہ مسلمانوں کی ترقی کے
دور میں نابینا بھی علمی کمالات سے مالا مال تھے یورپ
کے پڑھے ہوئے اندھوں پر انکو یہ فوقیت تھی کہ انکے
لیے تحصیل علم کے ایسے آسان ذرائع مہیا نہ تھے جیسے
آجکل ہیں - وہ شوق تکمیل میں دور دراز ممالک کا
سفر کرتے تھے اساتذۂ فن کی خدمت میں منزلیں طے
کرکے حاضر ہوتے تھے - اس زمانہ میں کاریگری و صنعت
نے جو ترقی کی ہے وہ اگلے زمانہ میں نہ تھی اور اسلئے
وہ ذریعے نابیناؤں کی تعلیم کے یقیناً نہ تھے جو اب
ہیں تاہم دقیقہ سنج استاد اپنے شاگردوں کے ذہن

صحیح معلومات سے معمور کر دیتے تھے۔ اِس زمانہ کے ایک نابینا مسلمان عالم سے جو علاوہ علوم عربیہ کے فاضل ہونیکے باکمال طبیب بھی ہیں سوال کیا گیا کہ آپ کو اقلیدس کی شکلوں کی ہیئت کذائی کیونکر معلوم ہوئی تو اُنھوں نے کہا کہ میرے اُستاد نے میری پشت کو سلیٹ اور اپنی اُنگلی کو قلم بنا لیا تھا۔ دائرہ۔ مثلث وغیرہ کی شکل وہ اپنی اُنگلی سے میری پشت پر کھینچ دیتے تھے اور اس ذریعہ سے اشکال کی ہیئت خاص میرے ذہن میں آجاتی تھی۔

تاریخ ابن خلکان۔ تذکرۃ الحفاظ امام ذہبی۔ نزہتہ الالباء علامہ ابن انباری کی مدد سے مسلمان نابینا فضلا کے حالات میں نے اس مختصر رسالہ میں جمع کیے ہیں۔ اسکے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ علم تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ ادب۔ فرائض۔ حساب وغیرہ علوم نقلی و عقلی میں نابینا کامل گزرے ہیں۔ بعض افراد انمیں مثلاً حضرت قتادہ۔ ابو العلاء معری۔ بشار اپنے اپنے فن میں ایسے باکمال ہوئے ہیں کہ بینا علما میں اُنکی

نظیر مشکل سے نظر آئیگی۔ اُنھون نے بڑے پایہ کی کتابیں
تصنیف کین اُنکے حلقۂ درس مین بڑے بڑے نامور
علما پیدا ہوے حیفا اے اہل اسلام اب ہم میں آنکھوں
والے اُس نعمت کی قدر نہیں کرتے جسکو اگلے نابینا تک
آنکھوں سے لگائے ہوے تھے۔ کاش ان نابیناؤں کے
حالات دیکھکر ہماری آنکھیں کھلیں عبرت حاصل ہو اور
سوچین کہ خداوند تعالے کی عطا کی ہوئی قوتوں سے کام
نہ لینا سخت کفران نعمت ہے اور جس روز نعمتوں کا
حساب ہوگا اُس روز ہم کیا جواب دینگے۔ میری دلی
آرزو ہے کہ یہ مختصر رسالہ دلوں میں اثر کرے اور "آئینہ داری
در محلۂ کوراں" کا مصداق نہ ٹھہرے والسلام علے من اتبع الھدےٰ

خاکسار

محمد حبیب الرحمٰن خان شروانی

بھیکن پور ضلع علیگڈھ — غرۂ رجب المرجب ۱۳۱۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت قتادہ۔ ابوالخطاب کنیت وطن بصرہ سنہ ۶۱ھ
میں پیدا ہوئے جلیل القدر تابعی اور بڑے پایہ کے
مفسر تھے۔ تفسیر کے علاوہ حدیث۔ علم انساب۔ تاریخ عرب
اور علم ادب و لغت میں اُنکی جلالت شان اور کمال
مسلم ہے۔ ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ کوئی دن ایسا نہوتا تھا
کہ خلیفۂ دمشق کے دربار کا شتر سوار اُنکے دروازہ پر
مذکورۂ بالا علوم کے متعلق کوئی بات دریافت کرنے نہ آتا ہو
سعید ابن المسیبؒ کے شاگرد ہیں۔ جب اُنکی خدمت میں
پڑھنا شروع کیا تو اس کوشش و جد کے ساتھ علم حاصل
کرتے تھے کہ ابن المسیبؒ گھبرا اُٹھے اور تیسرے روز فرمانے
لگے کہ اے اندھے تو یہاں سے نکل تونے تو مجھکو نچوڑ لیا۔
اُنکا قول ہے کہ میں نے کسی محدث سے حدیث دوبارہ
سُنانے کی فرمائش نہیں کی اور جو بات میرے کان میں
ایک دفعہ پڑگئی حافظہ میں محفوظ ہوگئی۔ امام ابن حنبلؒ
نے اُنکی نسبت فرمایا ہے کہ تفسیر و اختلافی مسائل کے
سب سے زیادہ عالم ہیں امام ممدوح نے اُنکی فقاہت

کی بھی تعریف فرمائی ہے - بصرہ کے بلند و پست حصّوں
میں بے تکلف بغیر رہبر کے پھرتے تھے - ایک روز پھرتے
پھرتے ایک مسجد میں پہونچے وہاں ابن عبید وغیرہ
بیٹھے تھے اتفاقاً اُسی وقت اُن لوگوں نے حضرت حسن
بصری کا حلقہ چھوڑکر اپنا حلقہ جدا قائم کیا تھا اُنکی آواز
سُنکر قتادہ سمجھے کہ حسن بصری کا حلقہ ہے - قریب آئے
تو اصلی حال معلوم ہوا بیساختہ زبان سے نکلا ھٰؤلاء
المعتزلة اُس روز سے گروہ مذکور کا یہی لقب ہو گیا
سنہ ۱۱۸ ہجری میں شہر واسط میں مبتلا ہو کے طاعون
ہوکر رحلت فرمائی -
شاعر مشہور بشار - ابو معاذ کنیت تھی - اصل میں
ایرانی تھے نابینا پیدا ہوئے آنکھوں کے حلقے سوجے
ہوئے اور سرخ - بلند بالا - خوب توانا اور فربہ چہرہ پر
کثرت سے چیچک کے داغ یہ حلیہ تھا جو شعرا اسلام کے
بعد پیدا ہوئے اُنمیں اول درجہ کے شاعرہین خلیفۂ
بغداد مہدی کے مدّاحوں میں تھے - مہدی کے زمانہ
میں زندقہ کا بڑا زور تھا اور دربار خلافت پوری قوت

سے اُسکو دبا رہا تھا - اسپر بھی یہ الزام لگایا گیا اور سزا
مین ستّر دُرّے کا حکم ہوا زندہ دل شاعر اس سخت
سزا کو برداشت نکرسکا اور اسی صدمہ سے جان دی
یہ ۱۶۷ھ کا واقعہ ہے عمر نوّے برس سے زائد تھی -
بعض عزیزون نے لاش لیجا کر بصرہ میں دفن کردی -
اُنکی یہ راے بیان کیجاتی ہے کہ آگ خاک سے بہتر
ہے لہذا ابلیس نے آدم کو سجدہ نہیں کیا تو اچھا کیا -
اس مضمون کا ایک شعر بھی انکی طرف منسوب ہے

الارضُ مُظلمۃٌ والنارُ مُشرِقۃٌ ۔۔۔ والنارُ معبودۃٌ مُذ کانتِ النارُ

مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ دشمنون نے بیچارہ کے تباہ
کرنے کے لیے یہ مضمون ایجاد کیا تھا اور اُسکی متعدد
دلیلیں ہیں ابن خلکان نے یہ قول نقل کیا ہے کہ بشار
کی کتابیں چھانی گئیں مگر یہ مضمون کہیں نظر نہین پڑا
دوسرے یہ کہ اُنکی ایک کتاب پر لکھا ہوا تھا کہ میں نے
حضرت عبّاس کے پردتے سلمان کی اولاد کی ہجو لکھنے
کا ارادہ کیا تھا - لیکن مجھکو اُنکی قرابت رسالت کے
خیال نے اس ارادہ سے باز رکھا - جس شاعر کے دل پر

خاندان نبوت کا ادب ایسا حاوی ہوکہ وہ اُسکے ہجو
کے ارادہ کو پست کردے وہ زندقہ کی جانب مائل نہین
ہوسکتا - سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ علامہ طبری
نے اُنکی تعزیر کی وجہ یہ لکھی ہے کہ بشار نے مہدی کے
وزیر کی ہجو کی تھی وزیر نے خلیفہ سے یہ جا لگایا کہ
بشار نے آپکی ہجو کہی ہے - مہدی نے بگڑکر پوچھا
کیا ہجو کی ہے وزیر نے جان کی امان لیکر دو شعر
پڑھ دیے - حکم ہوا کہ بشار حاضر کیا جاے - وزیر کو
کھٹکا ہوا کہ ایسا نہو بشار آئے اور مدحیہ اشعار پڑھکر
جان بخشی کرالے اور موقع ہاتھ سے جاتا رہے -
اس برہمی کو غنیمت سمجھکر بشار کو دریا مین ڈلوادیا
بشار کا کلام بہت ہے اور مشہور ہے تغزل مین یہ شعر
مشہور ہے ؎ هَلْ تَعْلَمِيْنَ وَرَاءَ الْحُبِّ مَنْزِلَةً ٭ تُدْنِي إِلَيْكِ
فَإِنَّ الْحُبَّ أَقْصَانِي ؎ شعر ذیل کی نسبت ابن خلکان
کہتے ہیں کہ شعراے مولدین نے غزل میں اس سے

؎ محبت سے بڑھکر اگر کوئی ایسی منزل جانتی ہے جو مجھکو تجھسے قریب کردے تو وہ
مجھکو بتادے اسلئے کہ محبت کرکے مین تجھسے دور ہوگیا ۱۲

بہتر شعر نہیں کہا ؎

أَنَا وَاللّٰهِ أَشْتَهِي سِحْرَ عَيْنَيْكَ وَأَخْشَى مَصَارِعَ الْعُشَّاقِ

فقیہ شافعی زبیر بصری۔ اپنے عصر مین اہل بصرہ کے پیشوا فقہ شافعی کے حافظ ادب میں صاحب دستگاہ اور بصرہ میں مدرس تھے۔ دارالسّلام بغداد میں بھی رہے اور حدیث پڑھائی بہت سے لوگوں نے اُنسے حدیث روایت کی ہے۔ صحیح الروایۃ اور ثقہ تھے فقہ میں کافی۔ کتاب النیۃ۔ کتاب ستر العورۃ۔ کتاب الہدایۃ۔ کتاب الاستشارہ والاستخارہ۔ کتاب افاضۃ المتعلم وکتاب الامارہ وغیرہ بہت سی تصانیف یادگار چھوڑیں ۳۲۰ھ میں وفات پائی۔

ابو معاویہ محمد نام۔ کوفہ وطن ۱۱۳ھ میں پیدا ہوے امام اعمشؒ اور اُنکے ہم طبقہ علما سے علم حدیث حاصل کیا بیس برس اعمشؒ کی صحبت میں رہے اُنکا قول ہے کہ میرے آنکھوں والے ہمسبق اعمش کی درسگاہ

؎ میں واللہ تیری آنکھوں کے سحر کا مشتاق ہوں لیکن عشاق کے مصارع سے ڈرتا ہوں ۱۲

سے اُٹھکر میرے ساتھ مکان پر آتے اور میں اُنکو اپنی
یاد سے وہ حدیثیں لکھوا دیتا جو شیخ کے یہاں سُنی ہوتیں
خلیفہ ہارون الرشید اُنکے ساتھ بہت تعظیم وتکریم سے
پیش آتا۔ امام ابن حنبل یحییٰ ابن معین اور اکابر ائمہ
حدیث اُنکے شاگردون کے زمرہ میں ہیں۔ انکی جلالت
شان اس سے معلوم ہوتی ہے کہ جب شعبہ اُن کی
موجودگی میں اعمش کی احادیث کی روایت کرتے تو
اُنسے پوچھتے جاتے کہ اسی طرح ہے جسطرح میں نے روایت
کی۔ حافظ قرآن بھی تھے ابن مدینی نے ڈیڑھ ہزار
حدیثیں اُنسے روایت کیں۔

مہل ابن بکار۔ ابو بشر کنیت بصرہ کے رہنے والے
تھے۔ امام شعبہ وغیرہ بہت سے شیوخ حدیث سے
اس علم کو حاصل کیا۔ ابو زرعہ وابو مسلم وغیرہ حدیث
کے مشاہیر اُنکے شاگردوں میں تھے۔ ابو حاتم نے
اُنکو ثقہ بتایا سنہ ۲۲۷ھ میں وفات پائی۔

محمد ابن منہال محدث۔ ابو جعفر کنیت۔ بصری ہیں۔
ابو عوانہ اور اُنکے طبقہ کے شیوخ سے حدیث کی روایت

کی - امام بخاری ومسلم وابوداؤد وابویعلی وغیرہ اُنکے شاگرد ہیں بلند مرتبہ امام تھے - روایت بالکل اپنے حفظ کے بل پر کرتے تھے ائمہ فن نے اُنکی توثیق کی ہے - کوئی کتاب مدد کے لیے اُنکے یہاں نہیں رہتی تھی - کسی نے پوچھا کہ کوئی کتاب آپکے پاس ہی کہا ہاں میرا سینہ - حافظہ کی قوت مین ممتاز تھے ابن خرزاد کا مقولہ ہے کہ میں نے قوت حافظہ میں چار شخص بے بدل دیکھے - ابن منہال - ابن عرعرہ - ابوزرعہ - اور ابو حاتم - اور ابو یعلی موصلی کے سامنے انکا ذکر آیا تو ادنھوں نے تعظیم سے ذکر کیا اور کہا کہ بصریوں میں ان کے وقت میں انکا سا حافظہ کسی میں نتھا شعبان ۲۳۱ھ میں رحلت کی -

ابو معشر حمدویہ نام - بخارا کے باشندے تھے امام بخاری کے مستملی اور روایت حدیث مین ثقہ تھے - محمد ابن سلام بیکندی وغیرہ کے شاگرد ہین اور محمد ابن حاتم وغیرہ محدثین بخارا کے اُستاد امام ذہبی لکھتے ہین کہ میرا خیال ہے کہ انھون نے سفر نہیں کیا

مغیرہ ابن مقسم ابو ہشام کنیت۔ کوفہ کے رہنے والے تھے ۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے۔ دنیا میں آئے تو آنکھوں میں نور نہ تھا فقیہ اور محدث ہیں ذکاوت اور طباعی میں اعجوبہ روزگار تھے۔ شعبی۔ مجاہد و ابراہیم نخعی جیسے بلند پایہ ائمہ سے فن حدیث و فقہ حاصل کیا۔ اور شعبہ و ابو عوانہ جیسے عالی رتبہ امام اُنکے شاگردوں کی فہرست میں ہیں۔ امام ابن حنبل نے اُنکے حافظہ ذہانت اور اتباع سنت کی تعریف فرمائی ہے مغیرہ کا قول ہے کہ جو بات ایک دفعہ میرے حافظہ کے خزانہ میں آگئی کبھی گم نہیں ہوئی۔

حماد ابن زید ابو اسمٰعیل کنیت۔ وطن بصرہ۔ ابن دینار وغیرہ محدثین سے حدیث روایت کی ابن المدینی اُنکے تلامذہ میں ہیں۔ ابن مہدی کا قول ہے کہ اپنے اپنے زمانہ میں یہ چار آدمی امام الناس تھے۔ سفیان ثوری۔ امام مالک۔ اوزاعی۔ اور حماد ابن زید۔ ابن مہدی کا یہ قول بھی ہے کہ بصرہ میں اُنسے بڑھکر فقیہ نہ تھا۔ جس روز وہ مرے اسلامی دنیا میں اُنکی شان دہر کی نظیر موجود نہ تھی

ابو اسامہ کا قول ہے کہ حماد کے رتبہ میں نوشیروانی دبدبہ
اور فقہ میں فاروقی شان عیاں تھی - اُنکو خود اپنی روایت
کردہ چار ہزار حدیثیں ازبر تھیں اور اس خوبی سے (کہ
بقول ایک امام حدیث کے) کسی روایت میں خطا نہیں کی
۱۶۹ھ میں اکیاسی برس کے سن میں رحلت کی -

حافظ علامہ ابو عمر حفص نام - بصرہ وطن خلقی نابینا تھے -
فن حدیث حماد ابن سلمہ وغیرہ اماموں سے سیکھا ابو داؤد
و ابو زرعہ اُنکے شاگردوں میں ہیں ابو حاتم کا قول ہے کہ
اُنکا سارا علم حدیث اُنکے سینہ میں محفوظ تھا - علاوہ
حدیث کے فقہ - اخبار - فرائض - حساب - ادب اور تاریخ
عرب اتنے اور فنون میں بھی ماہر تھے ۲۲۰ھ میں انتقال کیا

ابو العینا محمد نام - ابو عبداللہ کنیت - اصل وطن یمامہ
(ملک یمن تھا) اہواز میں ۱۹۱ھ میں پیدا ہوئے - بصرہ
میں پرورش پائی اور وہیں علم حدیث اور فن ادب کی
تحصیل کی - اُنکے اُستاد اصمعی و ابو عبیدہ جیسے کامل
فن تھے - حافظہ بہت قوی تھا - نہایت فصیح و بلیغ
اور لطائف وظرائف حاضر جوابی وذہانت میں بے مثل

تھے۔ ایک اور نابینا ابوعلی اُنکے ہمعصر تھے دونوں میں
مقابلہ رہتا تھا۔ ان معرکوں میں جو لطیفے اور مزہ دار شعر
ہوئے وہ مشہور ہیں ابوالعینا ایک روز ایک وزیر کی
مجلس میں حاضر تھے۔ برمکیوں کے فضل وجود کا ذکر
ہورہا تھا یہ بھی اپنی فصاحت وبلاغت صرف کر رہے
تھے جب بہت تعریف ہوئی تو وزیر رشک سے بیچین
ہوکر کہنے لگا کہ یہ سارے مبالغے اور لکھنے والوں کے
جھوٹے بیان ہیں۔ ابوالعینا نے بیساختہ کہاکہ وزارت
آپ کی نسبت یہ مبالغے کیوں نہیں کیے جاتے۔ وزیر
یہ گرم فقرہ سنکر سرد ہوگیا اور تمام حاضرین ابوالعینا کی
جرات پر دم بخود رہگئے۔ ایک روز وزیر ابن ذہب کے
حضور میں اپنی پریشانی کی شکایت کر رہے تھے ابن ذہب
نے کہاکہ میں نے تمہاری نسبت ابن المدبر کو لکھا تھا۔
ابوالعینا نے کہا بجا ہے مگر حکم ایسے شخص کو دیاگیا جو خود
مدتوں شکستہ حال مبتلاے زنداں اور مصائب کا نشانہ
رہا ہے اُس بیچارہ میں ہمت کہاں۔ وزیر (از راہ طنز)
تمہیں یاد ہے اُسکو پسند کیا تھا۔ ابوالعینا میں نے بیشک

انتخاب کیا مگر میں مورد الزام نہیں ہوسکتا - حضرت موسیٰ
نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی انتخاب فرمائے انمیں سے
ایک بھی ٹھیک نہ نکلا - آنحضرت صلعم نے اپنی بیٹی کے واسطے
عبداللہ ابن سعد کو پسند فرمایا وہ کمبخت مرتد ہوکر مشرکوں
سے جاملا - حضرت علی نے ابو موسیٰ اشعری کو حکم بنایا
اُنھوں نے اُنھیں کے مضر فیصلہ کیا ایک روز وزیر ابوالصقر
کے یہاں پہونچے - وزیر نے دیکھکر کہا اخاہ ابوالعینا مدت
میں آئے - کہاں رہے - ابوالعینا جناب میری سواری
کا گدھا چوری جاتا رہا - وزیر - ہاں کیسے جاتا رہا - ابوالعینا
وزارت پناہ میں چور کے ہمراہ نتھا جو یہ بتاؤں کہ کسطرح
چوری گیا - وزیر اچھا تو تم دوسری سواری پر چلے آئے ہوتے
ابوالعینا - تنگدستی نے دوسری سواری خرید نے ندی -
حمیت نے کرایہ دار کا تقاضا گوارا نہ کیا - مستعار مانگنے
کی ذلت دل کو ناگوار تھی پھر دوسری سواری کیو نکر
مہیا کرتا - ایک دن صاعد ابن مخلد سے ملنے گئے جو
اُسی زمانہ میں نصرانی مذہب ترک کرکے مسلمان ہوئے
تھے جب اندر جانے کی اجازت چاہی تو خادم نے

کہا نماز میں مصروف ہیں - ابوالعینا نے کہا - لکل جدید لذۃ
لوگوں نے ایک روز کہا ابو العینا آخر کب تک مدح اور
ہجو کیے جاؤ گے کہا جب تک نیک کام کرنے والے نیک
اور بُرے کام کرنے والے بُرے کام کیے جائینگے - البتہ
خدا سے یہ میری التجا ہے کہ بچھو کا خواص مجکو نہ دے
جسکے ڈنک سے نبی اور ذمی کوئی نہیں بچتا - ایک مرتبہ
خلیفہ متوکل کے نو تعمیر قصر جعفری میں گئے خلیفہ نے
پوچھا ابوالعینا قصر جعفری کیسا ہے - ابوالعینا نے برجستہ
جواب دیا - ان الناس بنوا الدار فی الدنیا و انت
بنیت الدنیا فی الدار یعنی لوگوں نے دنیا میں گھر
بنائے ہیں اور آپ نے محل میں دنیا بسادی ہے -
متوکل اس تعریف سے بہت خوش ہوا اور مسرور ہوکر
پوچھا کہ شراب کی نسبت تمھاری کیا رائے ہے - کہا کہ
تھوڑی پر صبر نہیں کثرت میں رسوائی ہے - خلیفہ نے
کہا اس قصّہ کو دور مارو آج سے خلافت کے ندیموں
میں داخل ہو جاؤ - ابوالعینا نے عرض کی کہ جا بنیا
میں اندھا آدمی ہوں - دربار خلافت میں جسکو حاضری

سکا شرف حاصل ہوتا ہے وہ امیرالمومنین کی خدمتگزاری
کرتے ہیں - میں اولٰی خدمت کا محتاج ہوں بادشاہوں
کی نظر کسی روز سیدھی ہوتی ہے اور دل میں ملال
ہوتا ہے - کسی روز نگاہ پھری ہوئی ہوتی ہے لیکن
دل میں گنجائش ہوتی ہے - میں آنکھیں نہونے کے
سبب ان حالتوں میں امتیاز نہ کرسکونگا - اور کسی روز
مارا پڑونگا - پس اس مصیبت سے گوشۂ عافیت اچھا ہے
متوکل اس جواب سے مکدر ہوا اور کہا کہ ہمنے سنا ہے
تم لوگوں سے بدزبانی بہت کرتے ہو ابوالعیناء خدانے
بھی مدح اور ذم دونوں فرمائی ہیں - ایک جگہ ارشاد ہے
نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ دوسری جگہ فرماتا ہے هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ
بِنَمِيمٍ مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيمٍ اور ایک شاعر کا قول ہے

اِذَا اَنَا بِالْمَعْرُوفِ لَمْ اُثْنِ صَادِقًا   وَلَمْ اَشْتُمِ النَّكْسَ اللَّئِيمَ الْمُذَمَّمَا
فَفِيمَ عَرَفْتُ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ بِاسْمِهٖ   وَشَقَّ لِيَ اللّٰهُ الْمَسَامِعَ وَالْفَمَا

یعنی اگر میں راستباز کی ثنا اسکی خوبی پر نکروں اور
کاہل ردی الطبع بدخو کو برا بھلا نہ کہوں تو بھلائی اور
برائی یہ دو نام بیکار ٹھہرے اور مجھکو جو کان اور

زبان ملی تو کیوں ۲۲۵؁ھ میں یہ واقعہ ہوا کہ دربار خلافت
نے ابن سلمہ نامی ایک شخص کو موسیٰ اصفہانی کے سپرد کیا
مقصود یہ تھا کہ اُس سے خزانہ شاہی کا مطالبہ وصول کیا
جائے - اصفہانی نے سختی کے ایسے جوہر دکھائے کہ وہ
بیچارہ جان سے جاتا رہا - اسکی خبر شباشب خلیفہ کو پہونچی
اُسی روز ابو العیناء کسی امیر کے یہاں بیٹھے تھے امیر نے
انسے پوچھا کہ ابو العیناء ابن سلمہ کی کیا خبر ہے انھوں نے
جواب میں یہ آیت پڑھی فوکزہ موسی فقضی علیہ[عه] یہ لطیفہ
شہرت کے زور میں خود موسے کے کانوں تک جا پہونچا۔
دوسرے روز موسی اور ابو العیناء سے راستہ میں مٹھبھیر
ہوگئی - موسے نے ڈانٹا تو ظالم نے بیساختہ یہ آیت پڑھ دی
اتریدان تقتلنی کما قتلت نفسا بالامس[عه] ۲۸۳؁ھ میں یہ جوہر
بے بہا پیوند خاک بغداد ہوگیا -

ابو بکر نحوی[۱] عبداللہ نام - ثقہ ہیں احمد ابن کامل کا بیان
ہے کہ میں نے ۲۶۲؁ھ میں اُنکے مکان پر جاکر علم حاصل کیا

عه موسی نے اُسکے ایسا مکا مارا کہ اسکا کام تمام کر دیا ۱۲ عه کیا تو یہ چاہتا ہے کہ مجھکو
اُسی طرح مار ڈالے جسطرح کل تو ایک شخص کو قتل کر چکا ہے -

طبقات الادبا میں اسیقدر انکا حال لکھا ہے ۔
ابو جعفر نحوی - محمد نام بڑے رتبہ کے قاری اور فن نحو میں کامل ابو معاویہ نابینا کے شاگرد ہیں ابن المرزبان وغیرہ اسکے شاگرد تھے روایت میں ثقہ ہیں ایک کتاب نحو میں تصنیف کی اور ایک قراءت میں - ۲۳۱ھ ہجری میں رحلت کی
ابوالعلا معری - احمد نام - والد کا نام عبداللہ - خاندان عرب کا قبیلہ مشہور قضاعہ - علامہ عصر اور فنون ادب کے عالی رتبہ کامل تھے - ۲۷ ربیع الاول ۳۶۳ھ کو معرہ (واقع ملک شام قریب حماۃ) میں پیدا ہوئے - چار برس کا سن تھا کہ چیچک نکلی اور آنکھیں اُسکی نذر ہوگئیں - سیدھی آنکھ کو سپیدی نے تاریک کر دیا تھا اور بائیں بالکل بیٹھ گئی تھی - نحو اپنے والد سے معرہ میں پڑھی شوق طلب نے وطن چھوڑایا اور حلب پہونچکر فن مذکور کی ابن سعد نحوی سے تکمیل کی گیارہ برس کی عمر میں شعر کہنے لگے - ۳۹۸ھ میں بغداد آئے - مگر زیادہ نہیں ٹھہرے دوسرے سال پھر آئے اُس زمانہ میں علم کی طلب مسلمانوں کے دل سے ایسی لگ رہی

تھی کہ نابینا بھی ایک جگہ آرام سے نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ شہر در شہر پھرتے اور جہاں چشمۂ علم وفن دیکھتے سیراب ہوتے۔ غرض دوسری مرتبہ بغداد آئے تو ایک برس سات مہینے رہے۔ جب اس دار الکمال سے سند تکمیل پالی تو اپنے وطن کو واپس گئے اور علم کی خدمت میں مصروف ہوئے۔ طلبا جوق جوق اطراف ملک سے اُنکے پاس آنے لگے۔ ایک طرف سلسلہ درس جاری تھا دوسری جانب سلسلہ تصانیف جو نامور علما وزرا اور ذی رتبہ لوگ اُنکے ہمعصر تھے اُنسے برابر خط کتابت رہتی تھی۔ ابو العلا نے از راہ ظرافت اپنا لقب رہین الحبسین رکھا تھا۔ یعنے دوہرے قیدخانہ کا قیدی۔ ایک نابینا دوسرے خانہ نشین پینتالیس (۴۵) برس گوشت نہیں کھایا۔ اس بارہ میں حکماے قدیم کے ہمخیال تھے کہ اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کے لیے کسی کی جان لینا زیبا نہیں۔ حافظ سلفی فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں اپنے چچا کے ہمراہ ابو العلا کی زیارت کو گیا تھا۔ ایک اُونی بچھونے پر بیٹھے ہوے تھے مجھکو دیکھکر پاس بلایا اور شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرا۔ میں نے دیکھا کہ اُنکے

چہرہ پر چیچک کے داغ تھے اور جسم دبلا پتلا تھا - تم کلامذہ
ابوالقاسم تنوخی اور خطیب تبریزی جیسے ادیب علامہ
اُنکے شاگرد تھے - فہرست تصانیف پر نظر ڈالیے تو قوت
کمال پر حیرت ہوتی ہے علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ انکی
بہت سی تصانیف مشہور ہیں منجملہ اُنکے یہ ہیں - لزوم
مالایلزم پانچ جز کی ایک نظم ہے - سقط الزند - یہ بھی نظم
ہے - ضوء السقط یہ سقط الزند کی شرح ہے - سنا ہے کہ
ایک اور اُنکی تصنیف فن ادب میں ہے جسکا نام -
الایک والغصون ہے - یہ سو جلد میں ہے - ایک شخص نے
مجھسے (ابن خلکان سے) بیان کیا کہ کتاب مذکور کی ایک
جلد میں نے دیکھی تھی جو ایک سو ایک ۱۰۱ دیں تھی - شخص
مذکور کا قول ہے کہ مجھکو یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ جلد مذکور
خاتمہ کتاب تھی یا اُسکے بعد اور جلدیں بھی تھیں - دیوان
متنبی کی شرح لامع عزیزی لکھی اس شرح کی بڑی
تعریف ہوئی - ابوالعلا نے تعریف سنی تو فخر یہ
لہجے میں کہا کہ متنبی نے گویا میرے ہی حق میں یہ
پیشین گوئی کی تھی ؎

أَنَا الَّذِي نَظَرَ الأَعْمَى إِلَى أَدَبِي ✽ وَأَسْمَعَتْ كَلِمَاتِي مَنْ بِهِ صَمَمُ
دیوان ابوتمام کا انتخاب کیا اور اس انتخاب کی شرح لکھی
اور ذکری حبیب - نام رکھا - اس نام کا لطف اہل ذوق
جانتے ہیں - گویا علامۂ معری نے یہ پیشیں گوئی میرے
حق میں کی تھی کہ ایک روز حبیب الرحمن میرا ذکر کرتا ہوگا
دیوان بحتری کا بھی انتخاب کیا اور اسکا نام غیث الولید
رکھا - دیوان متنبی کا انتخاب کرکے معجز احمد نام رکھا ان
انتخابوں میں جسقدر اشعار مشکل تھے سب کی شرح لکھی
اور یہ بتلایا کہ ان میں کون کون سا مضمون دوسروں کے
کلام سے ماخوذ ہے انپر جو اعتراض تھے وہ لکھے اور
انکا جواب دیا انکی غلطیوں کی توجیہ کی - بعض جگہ خود
گرفت کی - ۴۴۹ھ میں چار روز بیمار رہکر وفات پائی
وفات سے ایک روز پہلے اپنے چچیرے بھائی سے وصیت
لکھنے کی فرمائش کی وہ دوات قلم لیکر بیٹھے - ابوالعلاء
نے وصیت کی مگر بے جوڑ جس سے حاضرین کو یقین ہوگیا

ع میں وہ ہوں کہ اندھے نے میرے ادب کو دیکھا اور میرے کلام کو بہرے نے سنا حسن اتفاق کا
کرشمہ دیکھو مصرع اول معری کے مناسب حال تھا - دوسرا مصرع معری کے سوانح نگار شیرانی کی حسب حال ہے

کہ دم واپسیں قریب ہے

ابوالحسن مصری فقیہ شافعی منصور نام فقہ کے جلیل القدر امام - ہر علم میں ماہر اور بڑے رتبہ کے شاعر ہیں جزیرہ (ملک مابین دجلہ وفرات) کے مشہور شہر راس عین کے باشندے تھے علم کی خاطر وطن چھوڑکر مصر آئے اور یہاں امام شافعی اور اُنکے شاگردوں سے علم فقہ کی تکمیل کی فقہ شافعی میں اُنکی بہت سی عمدہ تصانیف ہیں منجملہ اُنکے الواجب - المستعمل - المسافر اور الهدایہ ہیں - شعر بہت اچھا کہتے تھے - شیخ ابواسحق شیرازی نے طبقات الفقہا میں انکا یہ کلام نقل کیا ہے ؎

عَابَ التَّفَقُّهَ قَوْمٌ لَا عُقُوْلَ لَهُمْ ... وَمَا عَلَيْهِ إِذَا عَابُوْهُ مِنْ ضَرَرٍ
مَا ضَرَّ شَمْسَ الضُّحَى وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ ... أَنْ لَا يَرَى ضَوْءَهَا مَنْ لَيْسَ ذَا بَصَرٍ

قحط پڑا اور منصور کو بیحد تکلیف ہوئی - صعوبت اُٹھانے کی ایک حد ہے جب مضطرب ہوے تو شب کو مکان کی چھت پر چڑھ گئے اور بہ آواز بلند یہ کلام پڑھا -

عہ فقہ کو بیعقل لوگ بُرا کہتے ہیں اُنکے بُرا کہنے سے فقہ کا کچھ نقصان نہیں بات یہ روشن آفتاب کی روشنی کو اندھا نہ دیکھے تو آفتاب کا کیا نقصان ہے ۱۲

الغیاث الغیاث یا احرار　　نحن خلجانکم وانتم بحار
انما یحسن المواساۃ فی الشدۃ　　لا حین ترخص الاسعار

اس کلام کی یہ تاثیر ہوئی کہ صبح کو منصور کے دروازہ پر گیہوں کا ایک انبار عظیم لگا ہوا تھا۔ جمادی الاول ۱۸۳ھ میں وفات پائی۔

ہشام نحوی - ابو عبداللہ کنیت - والد کا نام معاویہ کوفہ کے باشندہ تھے نحو کے مشہور امام کسائی کے خاص شاگرد ہیں۔ ایک روز اسحق ابن ابراہیم خلیفہ امون کے دربار میں گفتگو کر رہا تھا ایک جگہ غلط لفظ زبان سے نکلا۔ خلیفہ نے نگاہ اٹھاکر دیکھا۔ اسحق سمجھ گیا کہ غلطی ہوئی۔ دربار سے نکلکر سیدھا ہشام کی خدمت میں آیا اور فن نحو کی تحصیل شروع کردی۔ کیا زمانے تھے اور مسلمانوں کے تربیت کے کیسے سامان مہیا تھے خلیفہ عربی باکمال اساتذہ فن بکثرت موجود۔ مسلمانوں کی حمیت حساس اور طبیعتوں میں علم کا شوق۔ نتیجہ یہ تھا کہ ہر طرف

ع ۵ اے احرار الغیاث! تم دریا ہو ہم تمھاری نہریں ہیں۔ گرانی میں سلوک خوب ہوتا ہے نہ جب کہ نرخ ارزاں ہو ۱۲

غلغلۂ کمال بلند تھا کتاب القیاس وکتاب المختصر انکی تصنیف ہیں ۲۰۹؁ھ میں وفات پائی۔

ابو العباس رازی۔ احمد نام۔ بصیر لقب۔ شہر رے وطن۔ نابینا پیدا ہوئے حافظ حدیث اور اس فن کے ماہرین میں ہیں۔ ذکاوت کے جوہر چہرہ سے عیاں تھے۔ احمد ابن محمد سے علم حدیث حاصل کیا۔ آنکھیں نہ تھیں پانو تو تھے شوق علم میں وطن سے نکل کھڑے ہوئے بخارا اور نیشا پور پہونچے اور ابن ہلال والو العباس اصم سے حدیث پڑھی اتفاق دیکھو شاگرد و استاد ہمنام اور ہمدرد۔ ایک بصارت سے دوسرا سماعت سے معذور مگر تعریف یہ کہ دونوں خدمت علم میں کمر بستہ اور دونوں خدمت علم کی بدولت خلعت کمال و نیکنامی سے ممتاز۔ غیرہ بلخ گئے اور وہاں ابن طرخان سے سماعت حدیث کی۔ جب شاگردی کا دور ختم ہوکر اُستادی کا وقت آیا تو فضل وکمال کی ٹکسال یعنی بغداد آئے اور درس حدیث دیا۔ بغداد اور بلخ کا فاصلہ دیکھا جاے تو ڈیڑھ ہزار میل ہوتا ہے اگر ابو العباس کی تمام مسافت سفر کی تعداد

جمع کی جائے تو غالبًا دو ہزار میل سے زیادہ ہوگی ۔
یہ اگلے نابینا مسلمانوں کے سفر تھے ۔ جنکی آنکھیں تھیں
اُنکا تو ذکر ہی کیا ۔ امام ابو حاتم رازی نے ایام طالب علمی
میں نو ہزار میل سے زیادہ مسافت پیادہ پا طے کی تھی ۔
جب نو ہزار سے میلوں کی تعداد بڑھ گئی تو اُنھوں نے
شمار کرنا چھوڑ دیا ۔ آجکل کے طالب علموں کی سیاحت
ابو العباس کی سیاحت کو نہیں پہونچ سکتی کیونکہ ہمارے
دوستوں کی ہمت ریل کے سفر کو غالبًا ابو العباس کے
کٹھن سفر کے مقابلہ میں لانا گوارا نہ کریگی ۔ ازہری وغیرہ
بہت سے علماے حدیث ابو العباس کے شاگرد ہیں خطیب
بغدادی نے اُنکی توثیق کی ۔ اور امام دار قطنی نے اُنکی
چیدہ روایتیں قبول کی ہیں ۔ امام ابن ابی حاتم کے
مستملی رہے ۳۹۹ھ میں جسمانی حیات کا خاتمہ ہوگیا ۔
مگر علمی زندگی آج تک قائم ہے اور صدہا برس اور
قائم رہیگی ۔

۱۸ سعدان نحوی ۔ ابو عثمان کنیت ۔ والد کا نام مبارک
وطن بغداد خلیفہ مہدی کی جاریہ عاتکہ کے موالی ہیں

تھے اور فن ادب میں کامل ابو عبیدہ کے شاگرد ہیں مفصلہ
ذیل کتابیں تصنیف کیں کتاب خلق الانسان - کتاب الوحوش
کتاب الارض والمیاہ والجبال والبحار۔

وراق نحوی - ابوالحسن کنیت - محمد نام - والد کا نام ہبۃ اللہ۔
اُنکے دادا ابوالحسن بھی نحوی تھے خلیفہ بغداد قائم بامراللہ
نے اپنی اولاد کی تعلیم کے واسطے انکو طلب کیا۔ جب یہ
دربار میں پہونچے تو نقیب نے آواز دی کہ امیرالمومنین
کے حضور میں جھُک جاؤ۔ زمین کو بوسہ دو۔ ابوالحسن نے
شان علم کو بالا رکھکر کہا السّلامُ عَلَیکُم وَرَحمَۃُ اللہِ اور وہیں
بیٹھ گئے خلیفہ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا کہ قریب آجاؤ۔
یہ آگے بڑھ گئے۔ خلیفہ نے اور قریب آنے کی فرمایش کی
یہ اور بڑھ گئے۔ غرض قائم بامراللہ نے یہانتک قریب بلالیا
کہ انکا زانو خلیفہ کے زانو سے مل گیا۔ اسکے بعد قائم
بامراللہ نے فن عروض میں سوالات کئے۔ انھوں نے
مفصل جواب دیے پھر فن نحو کے مسائل دریافت کیے
انھوں نے اُسی شان سے جواب دیے۔ جب دربار
سے اُٹھ آئے تو وکیل دربار نے آکر کہا کہ مولانا امیرالمومنین

فرماتے ہیں کہ ابوالحسن علم کا دریا ہے رمضان مبارک ۴۷۰ھ
میں جمعہ کے روز قبل نماز جمعہ وفات پائی ہفتہ کو دفن ہوئے
شاعر مشہور علی قیروانی - شہر قیروان (واقع شمالی افریقہ)
کے رہنے والے تھے اور فن قرأت میں کامل شہر سبتہ
(واقع ملک مراکو) میں کلام مجید کی تعلیم قرارت کے
ساتھ دی - قرارت نافع میں ایک قصیدہ ۲۰۹ شعر کا
لکھا ہے - ایک دیوان یادگار چھوڑا اُسمیں کہتے ہیں ؎

أَقُولُ لَهُ وَقَدْ حَيَّا بِكَاسٍ   لَهَا مِنْ مِسْكِ رِيقَتِهِ خِتَامُ
أَمِنْ خَدَّيْكَ يُعْصَرُ قَالَ كَلَّا   مَتَى عُصِرَتْ مِنَ الْوَرْدِ الْمُدَامُ

طبیعت کا میلان ہجو کی طرف زیادہ تھا - پانچویں صدی
ہجری کے وسط میں جب قیروان برباد ہوا تو اُنکو وطن
چھوڑنا پڑا طنجہ - (واقع ملک مراکو) میں آکر رہے -
وہاں سے اندلس پہونچے - اندلس میں اُن دنوں ادب
کا بہت چرچہ تھا - یہ پہونچے تو بادشاہوں نے

؎ ساقی نے ایک جام (جسمیں اُسکے لعاب دہن کی آمیزش تھی) مجھکو دیکر زندہ کردیا تو
میں اُس سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ تیرے رخساروں سے ٹپکی ہے وہ کہتا ہے نہیں! کہیں گلاب
کے پھول سے شراب کھنچا کرتی ہے -

ہاتھوں ہاتھ لیا اور بڑی قدر کی - اندلس سے پھر طنجہ چلے آئے اور یہیں ۴۰۸ھ میں انتقال کیا -

(۲۱) **ابو القاسم عمر نحوی** - ثمانین ملک جزیرہ کا ایک گانوں تھا جسکی خاک سے بہت سے علما پیدا ہوے یہ بھی اُسی گانوں کے فخر تھے - امام نحو ابن جنی کے شاگرد ہیں - ابن جنی کی دو تصنیفوں کا نام لمع ہے - ایک صرف میں ہے دوسری نحو میں انھوں نے دونوں کی شرح لکھی - لمع نحو کی شرح بہت نفیس لکھی اور حق شرح نگاری ادا کیا - انکی ذات سے بہت کثرت سے لوگ فیضیاب ہوے بغداد میں پڑھاتے تھے - ابن برہان سے مقابلہ رہتا تھا - خواص ابن برہان کے یہاں اور عوام اُنکے درس میں آتے - ۴۴۲ھ میں انتقال ہوا -

(۲۲) **امام شاطبی** - ابو محمد کنیت - قاسم نام - شاطبہ کے باشندہ تھے جو مشرقی اندلس کا ایک بڑا مردم خیز شہر تھا ۵۳۸ھ میں پیدا ہوے فن قرارت کے مشہور امام ہیں علاوہ قرارت کے تفسیر حدیث کے زبردست عالم اور فن نحو و لغت میں بےنظیر تھے - علم تعبیر سے بھی واقف تھے،

فن قراءت قاری ابو عبداللہ اور ابوالحسن اندلسی سے اور علم
حدیث ابن سعادہ خزرجی و حافظ ابن النعمۃ وغیرہ سے
حاصل کیا صحیح بخاری و مسلم و مؤطا پر ایسا کامل عبور
تھا کہ جب طلبا پڑھتے تو یہ اپنے حافظہ سے اُن کے
نسخوں کی صحت کراتے جاتے ۔ اور کثرت سے نکات
بیان کرتے ۔ قول و فعل دونوں میں نہایت راستباز
تھے ۔ کلام فضول سے سخت احتیاط تھی اور ہرگز بے
بے ضرورت بات نہیں کرتے تھے ۔ مرض کی شدت میں
ہائے ۔ واویلا تو بڑی چیز ہے کبھی حرف شکایت زبان
پر نہیں آتا تھا جب کسی نے مزاج پرسی کی "خیریت" ہے
کہکر خاموش ہوگئے ۔ علم قراءت باوضو پرتکلف لباس
پہنکر نہایت خضوع و خشوع اور انکسار کے ساتھ پڑھاتے
۵۷۲ھ میں مصر گئے اور سلطان صلاح الدین کے باکمال
وزیر قاضی فاضل کے مہماں ہوئے ۔ وزیر مصر نے
مہمان عزیز کی یہ ضیافت کی کہ خاص انکے لیے ایک
مدرسہ تعمیر کرایا ۔ امام شاطبی مدرسۂ مذکور میں کلام مجید
قراءت نحو و لغت پڑھایا کرتے تھے ۔ علامہ ابن خلکان

فرماتے ہیں کہ اُنکی ذات نے ایک عالم کو فیض پہونچایا۔ میں نے مصر میں بہت سے اُسکے شاگرد دیکھے۔ ۲۸ جمادی الاول روز یکشنبہ ۵۹۰ھ کو بعد عصر ۵۲ برس کی عمر میں وفات پائی۔ فاضل میزبان نے بعد وفات بھی باکمال مہمان کی مفارقت گوارا نہیں کی یعنی امام شاطبی اُسی مقبرہ میں دفن ہوے جو قاضی فاضل نے اپنے لیے بنوایا تھا۔

محب الدین حنبلی۔ ابو البقاء کنیت۔ عبد اللہ نام۔ بغداد کے رہنے والے۔ علم حساب۔ فرائض اور نحو میں کامل تھے۔ ۵۳۸ھ میں پیدا ہوے۔ فن نحو ابن خشاب وغیرہ اساتذۂ فن سے پڑھا۔ حدیث کی سند امام طاہر مقدسی وغیرہ سے حاصل کی۔ زندگی ہی میں دور دور مشہور ہوگئے تھے۔ شہرت ایک مخلوق کو اُنکے آستانہ پر کھینچکر لائی۔ اور جو آئے دولت علم سے مالا مال گئے اُنکی اخیر عمر میں یہ مان لیا گیا تھا کہ فنون بالا میں وہ یکتای روزگار تھے۔ نحو کی خدمت زیادہ کی۔ اس فن میں بہت سی مفید کتابیں لکھیں۔ اُنکی تصانیف سے

حسب ذیل نام علامہ ابن خلکان نے لکھے ہیں۔ شرح
ایضاح ابو علی فارسی۔ شرح دیوان متنبی۔ کتاب اعراب القرآن
الکریم۔ کتاب اعراب الحدیث۔ شرح اللمع لابن جنی۔
کتاب اللباب علل نحو میں۔ کتاب اعراب شعر الحماسہ۔
شرح مفصل زمخشری۔ شرح خطب نباتیہ۔ شرح مقامات
حریری۔ انکے علاوہ فن حساب میں بھی متعدد تصانیف
تھیں ۶۱۶ھ میں بمقام بغداد راہی ملک بقا ہوے۔

ابن الدہان نحوی ۔ مبارک نام۔ ابو بکر کنیت۔ وجیہ
لقب شہر واسطہ کے چشم و چراغ ۵۳۲ھ میں پیدا ہوئے
وطن میں کلام مجید حفظ کرکے ابتدائی علوم تحصیل کیے۔
اسکے بعد بغداد آئے اور محلۂ مظفریہ میں سکونت
اختیار کی ابن الانباری اور ابن خشاب سے ادب پڑھا
علامہ ابن الانباری سے زیادہ مستفیض ہوے۔
حدیث طاہر مقدسی سے سیکھی۔ فقہ حنفی کی بھی تحصیل کی۔
پہلے حنبلی تھے پھر حنفی ہو گئے۔ مدرسۂ نظامیہ میں
واقف کی جانب سے یہ شرط تھی کہ فن نحو کا مدرس
شافعی مذہب ہو۔ اس منصب کے لیے حنفیت کو

چھوڑکر شافعی بنگئے۔ ایک شاعر کو اُنکی مذہبی آزادی دیکھکر بہت غصّہ آیا اور یہ شعر لکھے؎

وَمَنْ مُبلِغٌ عَنّی الوَجِیہِ رِسَالَۃً	وَاِنْ کَانَ لاَ تُجْدِی اِلَیہِ الرَّسَائِلُ
تَمَذْهَبْتَ لِلنُّعْمَانِ بَعدَ ابنِ حَنبَلٍ	وَذٰلِکَ لَمَّا اَعْوَزَتْکَ الْمَآکِلُ
وَمَا اخْتَرْتَ قَولَ الشَّافِعِیِّ تَدَیُّنًا	وَلٰکِنَّمَا تَهْوِی الَّذِی مِنْہُ حَاصِلُ
وَعَمَّا قَلِیلٍ اَنْتَ لاَ شَکَّ صَائِرٌ	اِلٰی مَالِکٍ فَافْطِنْ لِمَا اَنَا قَائِلُ

کلام مجید کی تعلیم بہت کی مزاج میں تجمّل اور ادّعا تھا با اینہمہ بہت خوش طبع تھے سنہ ۲۱۳ھ میں رحلت کی۔

شاعر مشہور ابن منصور۔ ۱۳۔ جمادی الآخر کو بعد عصر سنہ ۵۱۰ھ میں شہر رقہ میں پیدا ہوے۔ ۱۴ برس کی عمر میں چیچک نکلی اور آنکھیں جاتی رہیں۔ لڑکپن میں بغداد آئے کلام مجید حفظ کیا اور اُس دار الفضل میں جو تحصیل علم کے سامان مہیا تھے اُنسے پورا نفع اُٹھایا۔ ہر مجلس میں

؎ میری طرف سے کوئی یہ پیام وجیہ کو پہونچا دے۔ (اگرچہ پیامون سے اُسکو کچھ نفع نہین) کہ امام حنبل رحؔ کے بعد تو نے ابو حنیفہ رحؔ کا مذہب اختیار کیا اور یہ اُس وقت جبکہ کھانے پینے کی تنگی ہوئی۔ امام شافعی رحؔ کا مذہب تو نے دیانت داری سے تھوڑا ہی قبول کیا ہی بلکہ جو اُس سے آمدنی ہوگی وہ پیش نظر ہی اس مین شبہہ نہین کہ تو ایک روز خدا کے سامنے جائیگا پس جو مین کہتا ہون اُسکو غور سے سن لے ۱۲

گئے اور فیض حاصل کیا۔ حدیث قاضی ابوبکر۔ ابوالبرکات اور ابوالفضل وغیرہ سے پڑھی۔ ادب ابن الجوالیقی سے سیکھا۔ فقہ حنبلی حاصل کی۔ نہایت پرہیزگار اور زاہد تھے۔ خلفا امرا اور وزرا کی مدح میں قصائد لکھے۔ شعر بہت اچھا کہتے تھے ایک دیوان یادگار رہا۔ ۵۸۸ھ میں بمقام بغداد رہگراے عدم آباد ہوے۔

صائن الدین۔ ابوالحزم کنیت۔ مکی نام۔ آٹھ نو برس کی عمر میں اندھے ہوگئے تھے ماکسین (واقع ملک جزیرہ) ایک چھوٹا سا شہر نہر خابور کے کنارہ بستا تھا جو عمارت کی خوبی میں بڑے بڑے شہروں کا مقابلہ کرتا یہ وہیں پیدا ہوے۔ انکے والد جو چمڑے کا کام کرتے تھے ناداری کی حالت میں مرے اور سواے افلاس کے پس ماندوں کے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔ ایک بی بی ایک بیٹی اور ایک بیٹا یہ اُس بھاری ترکہ کے وارث ہوے۔ ماں بیچاری جب تنگدستی کے ہاتھوں تنگ آگئی تو بیٹے سے گھبرانے لگی۔ انھوں نے ماں کی حالت زار اور اُسکے دل چرانے کی کیفیت دیکھی

تو نکل کھڑے ہوے - اور موصل پہونچے یہاں کلام مجید
اور فن ادب پڑھا - موصل سے بغداد آئے اور ائمۂ
ادب کی خدمت میں حاضر ہوے - ابن انباری -
ابن خشاب - ابن الدہان وغیرہ باکمالوں کے فضل و کمال
سے استفادہ کیا - علم حدیث بھی سیکھا - فارغ التحصیل
ہوکر پھر موصل آئے اور پڑھانا شروع کیا - علم و فضل
کی قوت شہرت کو شہر در شہر لیے پہونچی اور جوق جوق
طلبا انکے درس مین آنے لگے ابن مستوفی نے تاریخ
اربل میں انکا ذکر ان الفاظ سے کیا ہے - جامع فنون
ادب - حجت کلام عرب - اُنکی دانشمندی اور دینداری
پر سب کا اتفاق ہے اور علم و فضل پر سب کا اجماع -
حدیث کا علم بہت وسیع تھا - اپنی ذات کو کلام مجید
اور ادب کے سارے شعبوں کی تعلیم کے لیے وقف
کردیا تھا - شعر خوب کہتے تھے - ابو العلا معرے کے زیادہ
معتقد تھے اور اُنہیں کے طرز کا تتبع کرتے تھے -
تحصیل علم سے فارغ ہوے تو وطن یاد آیا اور ماکسین
پہونچے - بچپن میں وہاں کے لوگ کیکلی کہا کرتے تھے

جب یہ عالم بنکر لوٹے تو اہل وطن نے اپنے شہر کا فخر سمجھکر انکو نہایت خوشی سے لیا۔ صبح کو یہ حمام جاتے تھے۔ راستہ میں سُنا کہ ایک عورت اپنے بالاخانہ پر بیٹھی اپنے ہمنشین سے کہہ رہی تھی کہ تمنے سُنا فلانے کا بیٹا بگڑ کر آیا ہے یہ اپنا نام بگڑا ہوا سُنکر بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ جہاں میرا نام بگاڑا جاوے وہاں میں نہیں ٹھہر سکتا اور فوراً موصل کو چلدیے۔ اخیر عمر میں شام کی پاک سرزمین کا سفر کیا۔ بیت المقدس گئے وہاں سے حلب اور حلب سے موصل۔ رمضان ۳۰۶ھ میں موصل آئے تھے شوال میں وصال ہوگیا۔ اور اپنے اُستاد ابن الدہان کے پہلو میں آسودہ ہوے۔

ناقداری محدث - ابوبکر کنیت - محمد نام - ناقدار کے رہنے والے تھے لڑکپن میں بغداد آئے اور علم حاصل کیا - فن حدیث میں ممتاز تھے۔ فن رجال اور حفظ حدیث میں اپنے زمانہ میں یکتا اور معتمد علیہ مانے گئے ہیں ۵۷۵ھ میں وفات پائی - اُنکی صاحبزادی عجیبہ کامل باپ کی کامل بیٹی فن حدیث

کی امام وقت اور اپنے عہد میں علو روایت میں بے نظیر تھیں۔

جمال الدین ۔ یحییٰ نام ۔ علم ادب میں علامۂ دہر تھے اور سید الشعرا کے لقب سے ممتاز حنبلی مذہب عابد وزاہد تھے ۶۵۶ھ میں وفات پائی۔

کمال الدین ۔ علی نام نسبًا عباسی ۔ مصر کے باشندے تھے اور فن قرأت میں کامل اور یادگار سلف تھے اسی وجہ سے شیخ القرا لقب پایا امام دمیاطی فن قرارت میں انکے شاگرد ہیں ساتوں قرأتیں امام ممدوح نے انھیں سے حاصل کی تھیں ۔ ۹۸ برس کی عمر میں ۶۶۱ھ میں رحلت کی ۔

قاری جمال الدین ۔ احمد نام ۔ فن قرأت کے امام تھے ۔ ۶۶۲ھ میں سن کہولت میں بمقام قاہرہ مرحوم ہوئے ۔

ابو اسحق عراقی ۔ ابراہیم نام ۔ ملک عراق میں فن قرارت کے امام مانے گئے ہیں ۷۶ برس کی عمر میں ۶۸۲ھ میں انتقال کیا ۔

اسمعیل ابن احمد مفسر تھے۔ اصابہ میں حافظ ابن حجر نے جا بجا انکے اقوال سے استشہاد کیا ہے۔ مزید حالات نہیں معلوم ہوئے۔ فقط۔